Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۹۴

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

۴ ذوالحجہ ۱۳۷۹ ہجری

فی پرچہ ۱ ر

جلد ۴۹/۱۴ | ۳۱ ہجرت ۱۳۳۹ ہش ۳۱ مئی ۱۹۶۰ء | نمبر ۱۲۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— از محترم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب ربوہ —

ربوہ ۳۰ مئی بوقت سوا نو بجے صبح

پرسوں اور کل حضور کو ضعف اور اعصابی بے چینی کی تکلیف رہی۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت نسبتاً بہتر ہے۔

احباب حضور کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳۰ مئی۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری ملتان سے ربوہ واپس تشریف لانے کے بعد بیمار ہو گئے تھے۔ اب بفضلہ تعالیٰ آپ کی طبیعت اچھی ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین

جلال بایار اور ترکی کے سابق وزراء کو بحر مارمورا کے ایک جزیرے میں پہنچا دیا گیا

ان پر مقدمہ چلانے یا نہ چلانے کا فیصلہ نئی منتخب حکومت کریگی

انقرہ ۳۰ مئی۔ ترکیہ کے سابق صدر جلال بایار، سابق وزیر اعظم عدنان مندریز اور ان کی سابقہ حکومت کے وزراء کو بحر مارمورا کے ایک جزیرے میں پہنچا دیا گیا ہے۔ جہاں انہیں زیر حفاظت رکھا جائے گا۔ یہ جزیرہ استنبول سے دس میل جنوب کی طرف واقع ہے۔ اور ایک اہم بحری اڈہ ہے۔ دریں اثناء جنرل گرسل نے اعلان کیا ہے۔ کہ سابقہ حکومت کے ان ارکان کو ابھی رہا نہیں کیا جائے گا۔ انتخاب کے بعد جو حکومت قائم ہوگی۔ وہی ان پر مقدمہ چلانے یا نہ چلانے کی مجاز ہوگی۔ مزید برآں ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ نئی حکومت نے عدنان مندریز کی پارلیمانی پارٹی کے متعدد ارکان کو رہا کر دیا ہے۔ تاہم انہیں حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ ابھی اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ کل انقرہ میں امن و امان رہا۔ وہاں اب زندگی معمول پر آتی جا رہی ہے۔ نئی حکومت نے برطانوی حکومت کو ایک مراسلہ بھیجا ہے۔ جس میں ترکی کی نئی حکومت کو تسلیم کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔ اس مراسلے میں یقین دلایا گیا ہے کہ نئی حکومت ترکی کی روایتی پالیسی پر عمل پیرا رہے گی۔ برطانوی حکومت مراسلہ پر غور کر رہی ہے۔ امید ہے کہ اسے جلد ہی منظور کر لیا جائے گا۔

سنگمین ری امریکہ بھاگ گئے

سیول ۳۰ مئی۔ جنوبی کوریا کے سابق صدر سنگمین ری کل اپنے ملک سے فرار ہو گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان کی منزل مقصود امریکہ ہے۔ ابھی یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کس طرح راہ فرار اختیار کرنے میں کامیاب ہوئے۔

قربانی کے جانوروں کی قیمت میں اضافہ

دوست اب کم از کم پینتیس ۳۵ روپے بھجوائیں

— از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ربوہ

چند دن ہوئے میری طرف سے اعلان ہوا تھا۔ کہ جو دوست میرے دفتر کی معرفت عید الاضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کروانا چاہیں۔ تو وہ فی قربانی تیس یا پینتیس روپے بھجوا دیں۔ چنانچہ اب تک اکثر احباب نے تیس روپے اور بعض نے پینتیس روپے بھجوائے ہیں۔ مگر اس عرصہ میں قربانی کے جانوروں کی قیمت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ لہٰذا آئندہ دوست کم از کم پینتیس روپے بھجوائیں۔ بلکہ جو دوست تیس روپے کے حساب سے بھجوا چکے ہیں۔ ان کے لئے بھی مناسب ہوگا کہ پانچ روپے مزید بھجوا دیں۔ اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے احباب کی قربانی کو قبول فرمائے۔ اور ان کے لئے اسے حصولِ قرب اور برکت کا موجب کرے۔ آمین

والسلام خاکسار مرزا بشیر احمد

ربوہ ۲۹ مئی ۱۹۶۰ء

صدر انجمن احمدیہ کیلئے واقفین کی ضرورت

— از محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ

صدر انجمن احمدیہ کو متعدد نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنی زندگیاں خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کیلئے وقف کریں۔ ۱۹۵۵ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت کو اس کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اب پھر اس اعلان کے ذریعہ احباب جماعت کو صدر انجمن احمدیہ کی اس اہم ضرورت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ مخلص نوجوان دائمی زندگی کے حصول کی خاطر اس عارضی زندگی کو نیکی۔ اور بھلائی اور خدمت کے کاموں کے لئے پیش کریں عام رہنمائی کیلئے یہ بتانا ضروری ہے کہ اس وقت جماعت کو مندرجہ ذیل قابلیتوں کے نوجوانوں کی ضرورت ہے (۱) ایم اے۔ ایم ایس سی (۲) بی اے۔ بی ایس سی۔ بی ایڈ (۳) ایل ایل بی (۴) ایم بی بی ایس یا (۵) ایسے افراد جن کو انتظامی کاموں کا تجربہ ہو۔ خواہ پنشنر ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپکو نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۳ مئی سنہ ۶۰ء

مستحسن طریق

چندروز ہوئے ہم نے الفضل میں شیعہ ہفت روزہ "رضاکار" لاہور کا ایک اداریہ نقل کیا تھا جس میں معاصر موصوف نے افریقہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی کی تعریف کرنے کے ساتھ ساتھ شیعہ دوستوں کو تبلیغ کے تعلق میں بیدار کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔

ہم معاصر مذکور کے شکرگزار ہیں نہ اس لئے کہ اس نے جماعت احمدیہ کی تعریف کی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس نے اپنی جماعت کو تبلیغ واشاعت اسلام کے لئے ابھارا ہے اور کہا ہے کہ افریقہ میں شیعوں کی متمول آبادی ہونے کے باوجود شیعہ اہل علم حضرات خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ جیسی بے بضاعت جماعت کے مقابل میں کچھ نہیں کر رہے

معاصر کا یہ احساس واقعی قابل تعریف ہے کیونکہ اس سے توقع ہوتی ہے کہ ہمارے شیعہ دوست جو افریقہ میں آباد ہیں اور بڑے متمول لوگ ہیں بہت ممکن ہے کہ انہیں اس طرح جھنجھوڑنے سے ان میں اپنی فرض شناسی کا احساس پیدا ہو اور وہ آسائش و راحت کی سست زندگی کو خیرباد کہہ کر اللہ تعالیٰ کے کام کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ اسلام کو شرک و الحاد کی نہایت طاقتور قوتوں سے مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے ایک طرف عیسائی مشن ہیں جو افریقہ اور دنیا کے دیگر حصوں میں نہایت سرگرمی سے کام کر رہے ہیں جن میں ان لوگوں کے خلوص کے ساتھ ساتھ حکومتوں اور متمول افراد کی مالی امداد اتنی زیادہ ہے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے دور جانے کی ضرورت نہیں پاکستان ہی میں دیکھئے عیسائیوں کے کتنے ادارے کام کر رہے ہیں اور کہاں کہاں انہوں نے اپنے ادارے قائم کر رکھے ہیں۔ صرف لاہور میں ہی ان کے پچاسوں مرکز ہیں اور کئی کئی طریقوں سے وہ مسلمان عوام پر اپنا اثر ڈال رہے ہیں یہانتک کہ بہت سے مسلمان ان دنوں میں بھی اسلام کو چھوڑ کر عیسائیت اختیار کر چکے ہیں۔ اس طرح وہ ہمارے گھر میں آکر ہم پر نہایت موثر حملہ کر رہے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف فرقوں کے پادریوں کی ٹولیاں شہروں اور دیہات میں نکل نکل کر کام کر رہی ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں اپنے ٹریکٹ اور بائبلیں تقسیم کرتی پھر رہی ہیں۔ باہر جاکر تبلیغ اسلام کرنا تو خیر بڑی بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں بھی مسلمان کماحقہ ان کا مقابلہ نہیں کر رہے۔ اگر کبھی کوئی بڑا تیر انہوں نے مارا ہے تو یہ ہے کہ حکومت سے فریاد کر رہے ہیں۔ کہ ان کو روکا جائے۔ اس سے خود ہم اپنی اور اپنے دین کی توہین کرتے ہیں۔ اور عیسائی مشنری ہماری یہ بے بسی دیکھ کر اور بھی بیشر ہو رہے ہیں۔ ہمارے اہل علم حضرات جیساکہ شیعہ معاصر نے شیعوں کے متعلق کہا ہے۔ یا تو بڑے آرام اور عیش کی زندگیاں گذار رہے ہیں اور یا پھر سیاست کی ٹانگ توڑتے رہتے ہیں۔ وہ اس امید پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں کہ یہاں اسلامی قانون رائج ہو جائے تو پھر "قتل مرتد" کی آڑ میں ان کی خبر لے لی جائے گی۔

اس کی عجیب وغریب مثال اس امر میں ملتی ہے کہ آئین کمشن نے ایک سوالنامہ جاری کیا ہے۔ اس پر اہل علم حضرات کے دسوں گروہوں نے اپنے اپنے تصور اسلام کے مطابق جوابنامے تیار کئے ہیں۔ جن کے سرسری مطالعہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر ایک گروہ چاہتا ہے کہ اسلامی قانون کے پردے میں عنان اقتدار اسی گروہ کے ہاتھ میں آجائے اور پھر وہ جس طرح چاہے باقی فرقوں کے ساتھ سلوک کرے۔ اور بلا شرکت غیر اسلامی قانون کا پھریرا اڑائے۔

معاصر رضاکار نے اپنے اداریہ میں جماعت احمدیہ کی مساعی کا ذکر معاصر "نوائے وقت" کے امریکی نامہ نگار جناب حفیظ صاحب کے اس مکتوب کی بنا پر کیا ہے۔ جس میں فاضل نامہ نگار نے امریکی مشہور پادری بلی گراہم کے مقابلہ میں افریقہ میں جماعت احمدیہ کی کامیابی کا ذکر کیا ہے۔ اپنے اس مکتوب میں حفیظ صاحب نے غضب یہ کیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی قابل قدر مساعی کا ذکر کرکے سابقہ اسلامی جماعت کو اکسایا ہے کہ وہ بھی نکل کر کام کرے۔

حفیظ صاحب کے اس حسن ظنی کی جہاں ہم داد دیتے ہیں۔ وہاں ہم انہیں یہ بھی یاد دلاتے ہیں۔ کہ ان کی یہ حسن ظنی اب تک ضرور ختم ہو چکی ہوگی۔ کیونکہ انہیں معلوم ہوگیا ہوگا کہ اس گروہ کو گھر میں ہی اتنا کام ہے۔ کہ وہ ایسی بے کار باتوں کی طرف متوجہ ہونے کے لئے سوچنے کا وقت بھی نہیں نکال سکتا۔ ویسے تو ابھی حال ہی میں مودودی صاحب مصر تک بھی ہو آئے ہیں لیکن ؎

جو دل قمار خانہ میں بت سے لگا چکے
وہ کعبتیں چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

ان کو یہاں کیا کیا کام ہیں اس کا تھوڑا سا اندازہ لگانے کے لئے "ترجمان اسلام" کا ایک اداریہ قابل غور ہے جو ہم آج کے الفضل میں کسی دوسری جگہ نقل کر رہے ہیں۔

خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا اصل بات جو ہم کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمیں معاصر "رضاکار" کے اداریہ کی بڑی خوشی محض اس لئے ہے کہ کم از کم ایک جماعت تو ایسی ہے کہ جس کے بیدار مغز لیڈروں کے دل میں اشاعت وتبلیغ اسلام کا خیال تو پیدا ہوا ہے اور اس جماعت کے فرض شناس ترجمان نے جہاں جماعت احمدیہ کی اس مساعی کو سراہا ہے۔ وہاں اس نے اپنی جماعت کو بیدار کرنے کے لئے کچوکا بھی دیا ہے۔ اور تسنیم کے جہاندیدہ مدیر محترم جناب ملک نصراللہ خان عزیز کی طرح "پدرم سلطان بود" کا ہیچ و بیکار نعرہ بلند کرکے ہی نہیں رہ گیا۔ بلکہ اپنی پوزیشن کا صحیح جائزہ لے کر تبلیغ کے معاملہ میں اپنی قوم کی کوتاہی کی طرف توجہ دلائی ہے اور جماعت احمدیہ کی مثال دے کر اسکو ابھارنے کی کوشش کی ہے۔

اس کے علاوہ چند ایام کا ذکر ہے کہ تسنیم کے مدیر محترم نے کہیں سے سن لیا تھا۔ کہ مصر کی حکومت افریقہ میں تبلیغ کی مہم چلا رہی ہے۔ اس پر انہوں نے ایک عجیب قسم کا نوٹ "ایشیا" میں لکھ مارا جہانتک اس مہم کا تعلق ہے ہمیں اس کی خوشی تھی کہ خیر اہل مصر بھی بیدار ہو رہے ہیں۔ لیکن تسنیم کے مدیر محترم نے یہیں تک بس نہ کی بلکہ جیساکہ پنجابی میں کہتے ہیں "کھوتو آوے ڈردا تے نکھٹو آوے لڑدا" آپ نے بلا وجہ جماعت احمدیہ پر بے جا طعن وتعریض کرنی شروع کر دی۔ اور جیساکہ ان کا فطری خاصہ ہے۔ بدگوئی تک اتر آئے۔ مگر وہ دن ہے اور یہ دن اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا ہے کہ غیر جانبدار گوشوں سے جماعت احمدیہ کی افریقہ میں مساعی کا اعتراف اس شدومد سے ہوا کہ وہ تو خیر کیا متاثر ہونگے۔ ہم خود بھی اس الٰہی تائید سے حیرت زدہ رہ گئے اور ہمارا ایمان پہلے سے بھی افزوں ہوگیا ہے

جماعت احمدیہ جو کچھ کر رہی ہے وہ اپنا فرض منصبی سمجھ کر کر رہی ہے۔ اس کو اس پر فخر نہیں بلکہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے رہا ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ اپنے اجر کو اللہ تعالیٰ ہی سے چاہتی ہے۔ اس کو کسی کی تعریف کی حاجت نہیں۔ البتہ وہ چاہتی ہے کہ دوسرے مسلمان بھی بیدار ہوں اور اپنے فرض کو پہچانیں۔ کیونکہ آج اسلام کو شرک وکفر کی جن طاقتوں سے مقابلہ آپڑا ہے ایسی طاقتیں پہلے کبھی نہیں تھیں مسلمانوں کے ہر فرقہ کو چاہئے کہ وہ ہوس اقتدار اور باہمی چپقلش کو چھوڑ کر اسلام دشمن قوتوں کے مقابلہ میں نکل پڑے اور ہمارے اہل علم حضرات بجائے اپنے ہی وطنوں میں باہمی اقتدار کی جنگ لڑنے کے دنیا کی اسلام دشمن قوتوں سے نبرد آزما ہوں۔

ہم نے ترجمان کا جو اداریہ الفضل میں نقل کیا ہے اس کی غرض کسی فریق کی تحقیر نہیں ہے۔ بلکہ اس سے یہ دکھانا ہے کہ کس طرح ہمارے اہل علم حضرات ہوس اقتدار کی غرض سے۔ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک طرف مودودی صاحب چند علماء کو گھیر گھار کر ایک قسم کا جوابنامہ لکھواتے ہیں۔ تو دوسری طرف المنبر والے چند دیگر علماء کو گھیر لاتے ہیں۔ ادھر "ترجمان اسلام" والے ہیں کہ وہ اور ہی بولی بول رہے ہیں۔ الغرض اسلامی قانون کے متعلق بھی جتنے منہ اتنی باتیں۔ ان اہل علم کہلانے والے حضرات کا خاصہ ہے۔ گویا ان لوگوں کے نزدیک اسلام بھی کوئی شکار ہے جس کے حصے بخرے ہونے چاہئیں۔

آئین کمشن سے ہم درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ایسا آئین ضرور بنائے۔ جس میں اسلام پنپ سکے اور ہر فرقے کے مسلمان آزادی سے اپنے اپنے طور پر اسلام کی خدمت کر سکیں۔ لیکن اس کو ان ٹولیوں کی باتوں پر ہرگز نہیں جانا چاہیے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر موجودہ زمانہ میں اسلام کی بازی ہارنے کی ذمہ داری آتی ہے یہی وہ لوگ ہیں جو ذرا ذرا سی بات پر دوسرے مسلمانوں کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دینے سے ذرا نہیں ہچکچاتے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے قابل ترین لوگوں کو عوامی پراپیگنڈہ کا ایسے شکار بنا دیتے ہیں کہ ان کو بعض باتوں میں اختلاف ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ——— اور ——— عبادات

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء

——— از مکرم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی ———

قل انّ صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ ربّ العلمین لا شریک لہ وبذالک امرت وانا اوّل المسلمین۔

(انعام آیت ۱۶۳)

صبغۃ اللّٰہ ومن احسن من اللّٰہ صبغۃ ونحن لہ عٰبدون (بقرہ ۱۳۹)

وما خلقت الجنّ والانس الّا لیعبدون۔

(الذاریات ۵۷)

؎ یاربّ صلّ علیٰ نبیّک دائمًا
فی ھٰذہٖ الدنیا وبعث ثانٍ

؎ در دلم جوشد ثنائے سرور عالی تبار
عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

احباب کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘

میرے مضمون کے عنوان کو پڑھنے سے یہ امر واضح ہے کہ مضمون "حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات" تجویز نہیں ہوا بلکہ "حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور عبادات" ہے اس طرح مضمون میں صرف یہی بات شامل نہیں کہ حضور کی عبادات، اُن کی کیفیت، اُن کی قبولیت، اُن کے نتائج کیا تھے بلکہ یہ امر بھی شامل ہے کہ حضور کی بعثت سے پہلے دیگر ادیان کی عبادات کیا تھیں اور حضور نے اُن میں کیا اصلاحات فرمائیں اور عبادت کے مفہوم میں کیا وسعت پیدا کی اور کس طرح اس کو تکمیل تک پہنچایا اور پھر اس پر عمل فرما کر نسلِ انسانی کے لئے کیا بہترین نمونہ قائم فرمایا۔ اور اپنی عبادات کو نسل انسان کے لئے کس طرح بہترین ثمرات کا موجب بنا دیا۔ اِس طرح "حضور کی عبادات" اور "حضور اور عبادات" کے چھوٹے سے فرق نے مضمون میں بہت زیادہ وسعت پیدا کر دی ہے۔ اگر صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات ہی بیان کرنا ہوتیں تو بھی یہ مضمون بے پایاں وسعت رکھتا ہے۔ لیکن اگر دیگر مذاہب کی عبادات سے مقابلہ بھی کیا جائے اور ان کی اصلاحات کو بھی بتفصیل بیان کیا جائے تو مضمون وسیع سے وسیع تر ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں مضمون کے صرف بعض حصص کو اور وہ بھی اشارۃً بیان کر سکوں گا۔

اسلام کی آمد سے پہلے عبادات کا تصوّر

لفظ عبادت کے معنی بیان کرنے سے پہلے یہ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی آمد سے پہلے اور بعض دیگر مذاہب میں اب تک **عبادت کے مفہوم** میں غالب خیال یہ پایا جاتا ہے کہ ہم دنیا **سے قطعئہ بے تعلق ہو کر اپنے نفس پر تنگیاں وارد کر کے محض اپنے خالق و مالک کی پرستش پوری شرائط کے** ساتھ کریں یعنی جس طرح کسی مذہب نے ظاہری اور جسمانی حرکات و سکنات کے لحاظ سے (قیام و قعدہ و رکوع و سجود کی صورت میں) طریق مقرر کئے ہیں محض رسمی طور پر ان کو بجا لائیں یا ہم خدا کی حمد و ثنا بیان کرنے کے لئے بعض خاص ادعیہ اور الفاظ کو زبان سے اس طرح دہراتے رہیں کہ خواہ ان کے معانی و حکمت سے ہمارا ذہن خالی ہی کیوں نہ ہو۔ یا ہم اپنے خدا خالق و مالک کے متعلق تنہائی میں یا اجتماعی حالت میں بیٹھ کر غور و فکر کریں اور اس کی جو صفات ذہن میں آئیں اُن کو بار بار شمار کرتے رہیں یہی وجہ ہے کہ قریباً ہر مذہب میں مالا رکھنا عبادت کا ایک بڑا جزو قرار دیا گیا ہے۔ عیسائیوں کے پادری بھی بڑی لمبی لمبی مالائیں رکھتے ہیں۔ اور اُن پر کچھ شمار کرتے رہتے ہیں۔ اور ہندو مہ [illegible] کا جاپ لاکھوں بار کرنا اپنی مشکلات کے حل کا ایک بہت بڑا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اسی کی دیکھا دیکھی میں بعض حقیقت ناشناس مسلمانوں نے بھی تسبیحیں رکھنی شروع کر دیں۔ کچھ لوگوں نے اس کے برعکس عبادت کے متعلق یہ نظریہ قائم کیا ہوا تھا کہ چونکہ یہی زندگی زندگی ہے اور اُخروی زندگی اور اس دُنیا میں خدا سے تعلق اور محبت کا خیال افسانہ ہے اس لئے ان کے نزدیک بعض اخلاقی معیاروں کے مطابق دنیا اور اس کے حصول کے لئے ہر وقت سعی کرتے رہنا ہی عبادت ہے۔

اول الذکر نظریہ ایک بڑے گروہ کے خیال کو ترکِ دُنیا پر آمادہ کرتا رہا۔ اُن کے خیال میں مذکورہ بالا ظاہری و باطنی مسنون و مروج طریقہائے عبادت کے سوا وقت کو کسی اور کام میں صرف کرنا گویا اپنی زندگی کو ضائع کرنا ہے اور ثانی الذکر نظریہ کے حاملین اس قسم کے نام خدا کو ایک بے معنی حرکت سمجھتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تمام تر توجہ حیات الدنیا کی طرف مرکوز ہو کر رہ گئی۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے

قل ھل ننبّئکم بالاخسرین اعمالاً الّذین ضلّ سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انّھم یحسنون صنعاً ○

(الکہف آیت ۱۰۴-۱۰۵)

ان ہر دو نظریات میں غلطی کا اصل موجب یہی ہوا کہ انہوں نے عبادت کے صحیح مفہوم کو مدنظر نہیں رکھا اور وہ افراط یا تفریط کی راہوں پر گامزن ہوئے

اسلام میں عبادت کا مفہوم

عبادت عربی زبان کا لفظ ہے اور عربی زبان کی یہ خصوصیت یاد رکھنے کے لائق ہے اور یہ اسکے ام الالسنہ ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے کہ جو لغت کسی چیز یا امر کے لئے وضع کی گئی ہے اس چیز یا امر کی حقیقت بھی اسی لغت میں بیان کی ہوئی ہوتی ہے۔ لفظ **عبادت** ہی کو دیکھ لیں۔ اس کا ماضی عَبَدَ ہے اور اس کے **مندرجہ ذیل** معنی ہیں۔

(i) طاع لہ وخضع وذلّ وخدمہ والتزم شرائع دینہٖ ووحّدہ۔

(اقرب الموارد)

یعنی عَبَدَ کے معنی ہیں اس کی اطاعت کی اور اس کے حکم کے آگے سر جھکایا اور اس کی خدمت کی اور اس کے دین کے احکام پر مستقل طور پر عمل کرنے لگا۔ اور اس کی توحید کا اقرار کیا۔

(ii) عَبَدَ کے ایک معنی کسی کے نقش قبول کرنے کے ہیں چنانچہ کہتے ہیں۔ طریق معبّدٌ ای مذلّلٌ یعنی ایسا رستہ جو کثرت آمد و رفت سے اس طرح ہو گیا ہو کہ پاؤں کے نقش قبول کرنے لگ جائے۔

(iii) حضرت جری اللہ فی حُلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ایام الصلح صفحہ ۱۵۲ حاشیہ پر عبادت کا مفہوم اس طرح بیان فرمایا ہے۔

"ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا ہے کہ **اصل عبودیت کا خضوع اور ذل ہے اور عبودیت کی حالتِ کاملہ وہ ہے** ۔ جس میں کسی قسم کا علو اور بلندی اور عجب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مور معبّد و طریق معبّدٌ جہاں راہ نہایت درست اور نرم اور سیدھا کیا جاتا ہے اس راہ کو طریق معبّدٌ کہتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے عبد کہلاتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے محض اپنے تصرّف اور تعلیم سے اُن میں عملی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو راہ کی طرح اپنی تجلیات کے گذر کے لئے نرم اور سیدھا اور صاف کیا اور اپنے تصرف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے۔ اُن میں پیدا کی۔ پس وہ علمی حالت کے لحاظ سے مہدی ہیں اور عملی کیفیت کے لحاظ سے جو خدا کے عمل سے اُن میں پیدا ہوئی عبد ہیں۔ کیونکہ خدا نے اُن کی روح پر اپنے ہاتھ سے وہ کام کیا ہے جو کوٹنے اور ہموار کرنے کے آلات سے اس سڑک پر کیا جاتا ہے جس کو صاف اور ہموار بنانا چاہتے ہیں۔"

عبادت کے بیان کردہ جملہ معانی سے ظاہر ہے کہ اطاعت، خضوع، مذلّت، خدمت اور اپنے محبوب کی تجویز کردہ اصول کی تمام **شرائط کے ساتھ پابندی** اور محبت کے لحاظ سے اپنے محبوب کی یکتائی کو تسلیم کرنا عبادت کے مختلف طریق اور ارکان ہیں جو بخاری کی حدیث کے مطابق قولی فعلی اور اعتقادی اقسام کے لحاظ سے ستر سے زائد قسم کی ہیں۔ یہ تمام سلوک کی مختلف راہیں ہیں ان کا مقصود اور آخری منزل قرآن مجید کی آیت صبغۃ اللّٰہ

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً وَّ نَحْنُ لَہٗ عٰبِدُوْنَ۔

(البقرہ آیت ۱۳۹)

کے مطابق محبوب کی تمام صفات کا عکس محب پر بتمام منعکس ہوجانا یعنی الٰہی رنگ اختیار کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ الٰہی نقوش کی قبولیت کے لئے پہلے بیان کردہ جملہ ارکان کی پابندی نہایت درجہ لازم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۷۸ تا ۱۸۲ حاشیہ پر قرآن مجید سے تشبیہی لحاظ سے قرب الٰہی کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ اوّل قسم قرب کی خادم اور مخدوم سے مشابہت رکھتی ہے۔ دوسری قسم قرب الٰہی کی بیٹے اور باپ سے مناسبت رکھتی اور تیسری قسم کا قرب ایک ہی شخص کی صورت اور اسکے عکس سے مشابہت رکھتا ہے یعنی جس طرح ایک مصفا اور وسیع شیشہ میں صاحب صورت کی تمام وکمال شکل منعکس ہوجاتی ہے اسی طرح تیسری قسم کے قرب کی حالت میں تمام صفات الٰہیہ صاحب قرب کے وجود میں بکمال صفائی منعکس ہوجاتی ہیں اور وہ مظہر اتم صفات الٰہیہ ہوجاتا ہے۔ اور وہ مظہر اتم صفات الوہیت تمام بنی آدم میں سے ایک ہی وجود ہمارے سید و مولیٰ فخر الورٰی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

عبادت کی آخری منزل

غرض جوں جوں سالکِ راہ سلوک کی تمام راہوں کو صدق و صفا سے اختیار کرتا ہے اسی نسبت سے خدا تعالےٰ کی صفات اس کی ہستی میں اس طرح منعکس ہونے لگتی ہیں جس طرح ایک لوہا ایک گرم آگ میں پڑکر سرخ رنگ اختیار کرلیتا ہے اور پگھل کر پانی ہوجاتا ہے۔ ہر چند وہ رہا اپنی ذات میں آتش نہیں بن جاتا۔ بایں ہمہ آگ کی طرح جلانے کی صفت اس سے ضرور ظاہر ہونے لگتی ہے۔ یہی حال ایک کامل عابد اور سالکِ راہ کی ہوجاتی ہے کہ وہ آخر مظہر خدا بن جاتا ہے۔ جس کا ذکر صحیح بخاری کی ایک حدیث قدسی میں یوں آیا ہے۔

لا یزال عبدي یتقرّب الیَّ بالنّوافل حتّٰی اذا احببتہٗ فاکون سمعہ الذي یسمع بہ وبصرہٗ الذي یبصر بہ ویدہٗ التي یبطش بھا ورجلہ التي یمشي بھا۔

یعنی خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا ایسا مقرب ہوجاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو وہ محبت یہاں تک ترقی کرتی ہے کہ میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی بصارت بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ چلتا ہے یہ عبادت کی آخری منزل ہے۔ اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں فنا بقا اور لقاء کی اصطلاحات میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ جب تک عبادت میں سالک کو یہ آخری مقام حاصل نہ ہو اس وقت تک اس کی عبادت اعلیٰ درجہ کی عبادت نہیں کہلا سکتی۔ عبادت کا مفہوم جیسا کہ بتایا جاچکا ہے الٰہی رنگ اختیار کرنا اور اس کے نقوش کو قبول کرنا ہے۔ اس نقش دہندگی اور نقش گیرندگی کے تین لازمی امور ہیں:۔

اوّل:۔ نقش گیرندہ میں نقش قبول کرنے کی استعداد موجود ہو۔

دوم:۔ نقش گیرندہ کے لئے لازم ہے کہ جو نقش نقش دہندہ دینا چاہتا ہے اسکو قبول کرنے کے لئے اپنے وجود کو قطعی طور پر ذرل بنا دے اس کے اندر مقابلہ یا مخالفت کی قطعاً کسی قسم کی طاقت باقی نہ رہے بلکہ وہ اپنے وجود کی نفی کو اس درجہ تک پہنچا دے کہ تمام خضوع، ذلت، خدمت اور اطاعت کے لئے تیار رہے۔ اگر کوئی وجود اپنی انفرادیت اور انا کو قائم رکھنا لازم سمجھے تو وہ نہ اطاعت کرسکتا ہے نہ اپنی مرضی چھوڑ کر دوسرے کا خادم بن سکتا ہے نہ اسکے لئے ذلت کو قبول کرسکتا ہے۔ لیکن اگر ایک انسان اپنا آپ ختم کردے تو پھر اسکی کیفیت اس خاک راہ کی ہوجاتی ہے۔ جو پاؤں کے نیچے پیسی گئی اور ایسا غبار بنی کہ اس پر جو نقش بھی دینا چاہیں دیا جاسکتا ہے۔ پس اگر مقصد کو مد نظر رکھیں تو عبادت کا مقصد خاک راہ بننا ہے اور اسکی باقی شرائط بطور منازل کے ہیں۔

سوم:۔ جس نسبت سے نقش دہندہ کے نقوش قبول کرنا مقصود ہونگے اسی نسبت سے اپنے وجود کی نفی اور اس میں صفائی اور قرب کی استعداد قبولِ نقش پیدا کرنا لازم ہوگا۔

میں اس کی ایک ادنیٰ سی مثال فوٹو کی فلم سے دیتا ہوں کہ اس کی استعداد پر بہت کچھ منحصر ہے کہ وہ کس درجہ کسی چیز کے نقش قبول کرسکتی ہے اور اس کے بعد جس درجہ روشنی کی اسے ضرورت ہوگی اور جس درجہ قرب کی اس کا اندازہ فوٹو لینے والا اپنے ماہرانہ ہنر کی بناء پر کر سکے گا۔

اس مرحلے پر احباب غور فرمائیں کہ فلم ایک بے جان چیز ہے اور نقش قبول کرنے میں خود کوئی روک نہیں بنتی اور جس چیز کا نقش لے رہی ہوتی ہے۔ وہ بھی اپنی ہیئت کے لحاظ سے اپنے لئے ایک غیر متحرک اور جامد سی حیثیت اختیار کرکے اپنا نقش دیتی ہے لیکن عبادت میں نقوش دہندہ ذات باری عز اسمہٗ ہے۔ جو کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ کا مصداق ہے پھر اس کی ذات اور اسکے جملہ اسمائے حسنہ کی کنہ تک پہنچنا ممکن ہی نہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرمایا ہے کہ کائنات عالم خدا تعالےٰ کی صفات کا صرف ایک پرتو ہے اور اس کی ننانوے صفات صرف اس ایک پرتو کی صفات ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ادھر نقش گیرندہ انسان ہے۔ جس کی خلقت پیچ در پیچ اور جس کی عقل فسونکار کے شیون لاتعداد۔ اوپر اٹھے تو فرشتے بھی اس کے ہم پایہ نہیں نیچے گرے تو کالانعام بل ھم اضل سبیلا اور اسفل السافلین بن جائے۔ اس کے احساسات و جذبات اس درجہ عمیق اور بے حد و نہایت ہیں کہ خود انسان نے بڑی بڑی ایجادات کی ہیں لیکن انسان کی کوئی ایجاد کردہ مشینری اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچتی۔ انسان کا دماغ خدا تعالیٰ کی ایسی بڑی ایجاد ہے کہ بڑے سے بڑا موجد انسان بھی اس کے ایک خلیفہ (سیل) کی کنہ تک بھی ابھی تک نہیں پہنچ سکا۔ انسانی دماغ ایک ایسی عظیم الشان کائنات ہے کہ سارا عالم کبیر اس عالم صغیر کا پیدا کردہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے دماغ کے اندر جو تخیلات، تصوّرات و خیالات پیدا ہوتے ہیں اور انسان کے قلب میں جن احساسات و جذبات کا ایک بحر بے پایاں طوفان انگیز ہے۔ اس پر غور کیا جائے تو نظر بہ ظاہر سمجھ میں نہیں آسکتا کہ کسی کے لئے یہ وجود بھی کامل طور پر فنا ہوکر نقوش قبول کرسکتا ہے۔ پس عبادت کا صحیح مفہوم اسی وقت سمجھ میں آسکتا ہے جب نقش دہندہ کا کامل تصور ذہن میں ہو اور نقش گیرندہ کی ساری پیچیدگیاں اور مخالفت کی ساری استعدادیں ہر دو کا صحیح اندازہ ہوجائے۔ اسی لئے سچی عبادت کی راہیں انسان پر خود خدا تعالےٰ نے کھولی ہیں کیونکہ وہ خود اس تک اپنی عقل سے نہ پہنچ سکتا تھا۔

انسان کی خدا تعالیٰ تک پہنچنے کی منزل کتنی دور ہے

اس سے یہ بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ انسان کی خدا تعالےٰ تک پہنچنے کی منزل کتنی دور ہے اور انسانی کوششیں کتنی حقیر ہیں۔ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎

مال بداں منزل عالی نتوانیم رسید
ہاں مگر پیش نہد لطف شما گامے چند

اسی طرح حافظ صاحب نے دوسری جگہ پر فرمایا ہے ؎

پائے مالنگ است و منزل بس دراز
دستِ ما کوتاہ و خرما بر نخیل

ایک ہندی شاعر نے انسان کی خدا تک پہنچنے کی یہ مثال دی ہے کہ ایک بالشتیہ بونا کھجور کے ایک نہایت طویل درخت کے نیچے ایڑیاں اٹھائے، پنجوں کے بل تن کر کھڑا اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ اونچا کرکے اور اپنے ننھے سے بازو کو زیادہ سے زیادہ تان کر کھجور اتارنے کی کوشش کررہا ہے!! خدا تعالےٰ کی صفات کی وسعتوں اور انسانی کوششوں کی حقارت کی یہ نہایت صحیح مثال ہے۔

بہر کیف عبادت وہ طریق تہذیب نفس ہے جس پر چل کر سالک راہ اپنی تمام لذات و مرادات کو خدا تعالےٰ کی مرضی کے مطابق بنا کر ایک آئینے کی صورت اختیار کرے۔ جس میں خدا تعالےٰ کی تمام صفات منعکس ہوں اس کے لئے یہ امر لائق توجہ ہے کہ اگر خدا تعالےٰ کی صفات کا صحیح نقشہ سامنے نہ ہو یا سالک کے لئے نفی وجود کی تمام راہیں اس پر کھل نہ جائیں اس کے لئے منزل مقصود تک پہنچنا محال ہے۔

(باقی)

محترم چوہدری فیض احمد صاحب بھٹی کے مختصر حالاتِ زندگی

(چوہدری فضل احمد صاحب بھٹی)

والدِ مرحوم چوہدری فیض احمد صاحب بھٹی مرحوم گیارہ نومبر ۱۸۹۸ء کو بمقام قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ (اپنے ننھیال کے ہاں) پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا نام آپ کے نانا مرحوم حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب صحابی رضؓ نے تجویز فرمایا تھا۔ آپ اس بات پر ایک عزت اور فخر محسوس کرتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس خاندان میں پیدا کیا۔ جس کی سلسلہ احمدیہ میں خاص حیثیت ہے۔ ضلع گوجرانوالہ میں یہی پہلا گھرانہ تھا۔ جسے خدا تعالیٰ نے سب سے قبل احمدیت کے نور سے منور فرمایا ۱۹۰۴ء میں جبکہ آپ کی عمر تقریباً چھ سال تھی پہلی مرتبہ قادیان تشریف لائے آپ اپنے نانا مرحوم کی تعزیت کے موقعہ پر اپنے والد صاحب اپنی والدہ صاحبہ اور حضرت قاضی صاحبؓ کی بھانجی محترمہ مریم بی بی صاحبہ کے ساتھ (جو بعد میں آپ کی خوشدامنہ ٹھہریں) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں پہنچے۔ آپ کی خالہ محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ رضؓ حضور کے ہاں پہلے ہی مقیم تھیں۔ خالہ مرحوم نے سب کے تعارف کے بعد حضور پُر نور سے آپ کا تعارف بھی کروایا کہ یہ میرا بھانجا ہے۔ آپ پاس ہی کھڑے تھے۔ حضورؑ نے فرمایا۔ اچھا تو یہ قاضی صاحبؓ کا نواسہ ہے۔ آپ کے دائیں شانہ پر ہاتھ پھیر کر حضور نے پیار کیا۔ اور دُعا فرمائی۔ اس طرح آپ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ یہ پہلی اور آخری ملاقات ہوئی جس کے بعد آپ واپس اپنے گاؤں تشریف لائے۔ بعدہٗ گاؤں واپسی پر آپ کے والد صاحب مرحوم کا انتقال ہو گیا۔ پھر ان کے دو سال بعد آپ کی والدہ مرحومہ بھی اس جہان فانی سے رخصت ہو گئیں۔ اس کم سنی میں والدین کی محبت و الفت کے اُٹھ جانے سے یتیمی کی حالت ہو گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل آپ کے دائیں شانہ پر برکت ڈال چکا تھا۔

آپ کو کتابت سے شغف ہو گیا۔ دن بدن اس ہاتھ کی تحریر میں خوبصورتی آتی گئی۔ مختلف جگہوں پر کام کرنے کے بعد بمع اہل و عیال تقریباً بائیس سال کی عمر میں مستقل طور پر قادیان تشریف لے گئے غالباً ۱۹۲۵ء میں الفضل میں لگ گئے مسلسل اٹھارہ بیس سال تک آپ الفضل میں کتابت کا کام کرتے رہے۔ لیکن ہاتھ میں جنبش نہ آئی۔ اس طرح ایک لمبے عرصہ تک اللہ تعالیٰ نے سلسلہ کی خدمت کا موقعہ بہم پہنچایا۔ کمزوریٔ صحت کی بناء پر ۱۹۴۴ء میں الفضل سے علیحدگی اختیار کی۔ اور پھر ہجرت تک قادیان میں ہی مقیم رہے۔

آپ اپنے محلہ دار البرکات میں مختلف فرائض کو بڑی خوشی و انبساط کے ساتھ پورا فرماتے رہے۔ اپنی ذمہ واری کا پورا احساس کرتے اور اخلاص و سادگی سے نبھاتے رہے۔ توکل باللہ پر آپ کی تمام زندگی گزری۔ مشکل سے مشکل اوقات پر بھی آپ کی طبیعت میں ذرہ بھر بھی گھبراہٹ نہ ہوتی۔

رویاء صالحہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے نوازا۔ کئی موقعوں پر ہمارے امتحانات سے قبل ہی ہمیں مبارکباد دے دیتے کچھ عرصہ قبل انٹر کے امتحان کے نتیجہ پر علی الصبح ہی مجھے بتایا۔ کہ میری زبان پر اچانک دعا کے بعد یہ الفاظ آ گئے ہیں۔ سلامٌ قولاً من رب الرحیم۔ اب تم اپنے آپ کو کامیاب سمجھو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حالانکہ بیماری کی حالت میں امتحان دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے آپ کو عجیب عشق تھا۔ اپنی اولاد سے ہمیشہ یہی فرماتے کہ حضورؑ کی تمام کی تمام کتب پڑھنی آپ پر فرض ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آج حضورؑ کی کوئی ایسی کتاب نہیں جو گھر میں موجود نہ ہو۔ آپؑ کی مختلف کتابوں پر حضورؑ کے اشعار آپ نہایت دیدہ زیب و خوبصورت لکھتے۔ جس سے بڑے محظوظ ہوتے۔

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی کتب بڑے شوق سے پڑھتے تفسیر صغیر پڑھنے کے بعد فرماتے کہ دنیا میں آئندہ کوئی شخص پیدا نہ ہوگا۔ جو ایسی تفسیر لکھے کتب سلسلہ پڑھنے کا آخری وقت تک شوق غالب رہا۔ حتیٰ کہ اپنی وفات سے دو ماہ قبل جب میں جلسہ سالانہ پر ربوہ گیا۔ تو تاکید فرمائی۔ کہ میں وہاں سے چند کتب خرید لاؤں۔

آپکو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ذات سے ایک عشق تھا۔ ہر بات اور ہر معاملہ میں حضور کی باتوں کا حوالہ دیتے آپ کے خطبات بار بار پڑھتے۔ اور رات کو بٹھا کر سناتے۔ حضور کو دعائیہ خطوط بڑی خوشخطی اور نئے رنگ میں لکھتے آپ کے ایمان کی حالت اتنی بلند تھی۔ کہ خط لکھنے کے بعد یقین کر لیتے کہ یہ کام اب ضرور ہو جائے گا۔ پھر آنے والے حادثات و واقعات سلسلہ سے ان کے دل پر پہلے ہی ایک بوجھ سا محسوس ہونے لگتا۔

تہجد میں سب کے لئے اور اپنی اولاد کے لئے روزانہ ہی دُعا کرتے۔ میں نے اپنی زندگی میں کوئی دن ایسا نہیں دیکھا جس دن مجھے کمرہ سے چیخنے اور بلبلانے کی آواز نہ آتی ہو۔ ایک عجز کے ساتھ اپنے آقا۔ اسلام و احمدیت اور اپنی اولاد کے لئے دعا مانگتے۔ ان کا یہ عمل آخری وقت تک رہا۔

جب بھی وہ چھٹیوں وغیرہ میں اپنے گاؤں جاتے۔ وہاں اصلاح و ارشاد کا کام کرتے۔ قادیان میں ماسوائے کسی ناگہانی روک کے آپ روزانہ نماز فجر مسجد مبارک میں ادا فرماتے۔ پھر حضور پُر نور کی مجلس عرفان تقریباً روزانہ ہی سماعت فرماتے اپنے چھوٹے بچوں و محلہ کے قریبی دوستوں کو بھی اس میں شمولیت کے لئے کہتے۔ اور ساتھ لے جاتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی۔ کہ آپ نے تحریک جدید کی ابتداء میں شمولیت اختیار کی۔ بلکہ اسوقت اپنے تین بچوں اور ہماری والدہ محترمہ کو بھی شامل کیا۔ اور ہم سب خدا تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کی پانچ ہزاری فوج میں شامل کئے گئے۔ اس کتاب کو جب آپ نے وصول کیا۔ تو بڑے انبساط کے ساتھ الحمد للہ کہا۔ اسی طرح سلسلہ کے ہر چندہ میں اللہ تعالیٰ آپکو پیش پیش رہنے کی توفیق عطا فرماتا رہا۔

اپنے آخری دنوں میں آپکو ربوہ جانے کی بڑی خواہش تھی۔ قادیان کے لئے بے قرار رہتے تھے۔ پاکستان میں پہنچ کر آپ یہاں کنجیجی اور وہاں سے کنری مقیم ہو گئے۔ طبیعت میں اب سادگی اور خاموشی ہی نظر آنے لگی۔ ہر چھوٹے بڑے سے بڑی عزت اور اخلاق سے پیش آتے۔ جب یہاں پر ایک سندھی دوست احمدی ہوئے۔ تو ان کے رشتہ داروں نے سب کچھ چھین کر خالی ہاتھ چھوڑ دیا۔ انہیں احمدی کرنے میں زیادہ تر آپ کا ہی حصہ تھا۔ لہذا آپ نے انہیں کچھ رقم دے کر کاروبار کروا دیا۔ جس میں انہیں خدا تعالیٰ نے برکت عطا فرمائی ان کی شادی بھی کروائی۔ اس طرح وہ اپنی زندگی خوش و خرم گزار رہے ہیں — اپنی وفات تک، آپ تحریک جدید کے سیکرٹری تھے۔

گو آپ کی طبیعت گذشتہ سال سے ہی خراب رہنے لگ گئی تھی۔ لیکن شدت بیماری نومبر ۱۹۵۹ء میں زیادہ ہو گئی۔ چنانچہ فوراً آپ کو میر پور خاص لے جایا گیا آپ کا علاج جاری ہی تھا۔ اور ابھی آپ چلنے پھرنے کے قابل بھی نہ ہوئے تھے۔ کہ سلسلہ کے ایک ضروری کام کے لئے آپ اسی حالت میں واپس کنری پہنچ گئے۔ طبیعت میں قدرے بحالی شروع ہو گئی تھی۔ رمضان کا مہینہ شروع ہونے والا تھا۔ ایک چبھن سی دل میں رہنے لگی۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے صحت دے دے اور میں روزے رکھوں۔ گذشتہ چالیس سال تک لگاتار اور باقاعدہ روزے رکھتے تھے۔ لیکن قوت جسم نہ تھی پھر بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ کہ آپ ۲۰ رمضان تک اکیس سپارے قرآن مجید کے ختم کر چکے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے عزیزوں کو آخری بار خطوط بھی لکھ چکے تھے۔ ان کی وفات کے بعد عزیزوں و رشتہ داروں سے ان کی مختلف تحریرات آ رہی ہیں۔ جن میں صاف صاف اپنی وفات کا ذکر ہے۔ قادیان میں عموماً بیماری اور کسی اہم مشکل کے وقت آپ پیلا کاٹا کرتے تھے۔ آپ اس میں یہ بھی دُعا فرماتے۔ کہ اے اللہ مجھے میری وفات سے قبل مطلع کر دینا۔ آپ نے کئی دفعہ ہم سے ذکر کیا۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ میں تمہیں تمہاری وفات سے قبل مطلع کر دوں گا۔ چنانچہ آپ کو اسی سلسلہ میں خواب آ چکی تھی۔ جس کا اظہار سوائے والدہ مکرمہ کے اور کسی سے نہ کیا تھا۔

آخری ایام میں پے در پے دوست عیادت کے لئے آنے شروع ہو گئے۔ انہیں پہچان لیتے۔ بڑی عزت سے پاس بٹھاتے ان کو بار بار فرماتے کہ دعا کرو اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری اولاد در اولاد کو خلافت سے وابستہ رکھے۔ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے اب اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے

درخواستِ دُعا

میرے دو عزیز خلیق اختر اور حبیب اللہ امسال بالترتیب ایف۔ اے اور ایف۔ ایس سی کے امتحان میں شامل ہوئے ہیں۔

بزرگان سلسلہ، درویشان قادیان و دیگر احباب سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو نمایاں طور پر کامیاب کرے۔

خاکسار۔ ریاض احمد باجوہ۔ کاپی رائٹر الفضل
محلہ دار الصدر غربی ربوہ

ضرورت مند نوجوانوں کی اطلاع کیلئے

(۱) گورنمنٹ سکول برائے نابینا بہاول پور } تعلیم، خوراک، پوشش و رہائش سرکاری داخلہ ۳۰/۶/۶۰ تک کھلا رہے گا۔ خرچ پر جیب خرچ گیارہ روپے ماہوار۔ مروجہ تعلیم کے علاوہ مختلف دستکاریوں کی ٹریننگ۔ جلدی درخواست دینے والوں کو ترجیح۔ شرط عمر ۷ تا ۱۶ (اپ ٹ ۱۵/۵/۶۰)

(۲) ریلوے کلرکوں کی ضرورت } اسامیاں ۳۵۔ کلرک سیکنڈ کلاس۔ تنخواہ ۷۵-۵-۱۰۰-۵-۱۵۰ گرانی و دیگر الاونس علاوہ۔ تحریری امتحان جنرل نالج۔ حساب۔ پریسی و ڈرافٹنگ نیز زبانی گفتگو۔ شرائط۔ پاکستانی۔ انٹرمیڈیٹ۔ عمر ۳۱/۵/۶۰ کو ۱۸ تا ۲۵۔ درخواستیں مجوزہ فارم قیمتی ایک روپیہ میں بمعہ مصدقہ نقول اسناد بمعرفت دفتر روزگار ۳۱/۵ تک (اپ ٹ ۱۶/۵/۶۰)

(۳) ریلوے اپرنٹس پرمننٹ وے انسپکٹر } عرصہ ٹریننگ ۱۲ ماہ۔ والٹن ٹریننگ سکول و کھلی لائن۔ الاونس دوران ٹریننگ ۷۰/- روپے ماہوار سال اول۔ ۸۰/- روپے ماہوار باقی عرصہ بطور اسسٹنٹ وے انسپکٹر تقرری پر تنخواہ ۱۲۵-۱۰-۲۲۵ گرانی و دیگر الاونس علاوہ۔ ریلوے ملازمین کے رشتہ داروں اور قبائلی و ریاستی امیدواران کے لئے خاص مراعات۔

شرائط۔ پاکستانی میٹرک سیکنڈ ڈویژن۔ مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک قابلیت۔ (۱) اوورسیر سرٹیفکیٹ رڑکی (۲) بی گریڈ اوورسیر سرٹیفکیٹ رسول (۳) ڈپلومہ این۔ ای۔ ڈی کالج کراچی (۴) فرسٹ ڈویژن اوورسیر سرٹیفکیٹ لکھنؤ۔ عمر ۱۶/۶/۶۰ کو ۱۸ تا ۲۵

درخواستیں بمعہ مصدقہ نقول اسناد مجوزہ فارم قیمتی ایک روپیہ میں بنام ڈپٹی جنرل مینجر (پرسانل) ریلوے ہیڈ کوارٹر آفس ایمپرس روڈ لاہور ۱۶/۶/۶۰ تک۔ (اپ ٹ ۱۲/۵/۶۰)

(۴) محکمہ ڈاک و تار پاکستان } بھرتی اسامیاں ٹیلی کمونیکیشن ٹیکنیشنز (ریڈیو وکیرئیر برانچ) امتحان مقابلہ ۱۱-۱۲ جولائی۔ مراکز کراچی۔ حیدر آباد (سندھ) کوئٹہ۔ لاہور۔ ملتان۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ ڈھاکہ۔ چٹاگانگ۔ راج شاہی۔ اسامیاں ۷۰ مغربی پاکستان۔ ۹۰ مشرقی پاکستان۔ عرصہ ٹریننگ ۲ سال۔ الاونس دوران ٹریننگ ۸۰/- روپے ماہوار۔ تقرری پر تنخواہ علاوہ الاونس ۸۵-۶-۱۱۵-۲-۱۷۵-۱۰-۲۲۵

شرائط:۔ پاکستانی مرد۔ میٹرک سائنس۔ عمر ۱/۶ کو ۱۷ تا ۲۳ درخواستیں بنام پوسٹ ماسٹر جنرل کراچی یا لاہور یا ڈھاکہ۔ مجوزہ فارم بمعہ پوسٹل آرڈر مالیتی ۵/- روپے ۷/۶/۶۰ تک۔ (پاکستان ٹائمز ۱۹/۵/۶۰) (ناظر تعلیم۔ ربوہ)

(۵) کلاس سپیریئر سروسز امتحان } پنجاب یونیورسٹی کی یہ کلاس آئندہ ششماہی ٹرم کے لئے وسط جون ۱۹۶۰ء تا وسط ستمبر ۱۹۶۰ء دوسری بیچ اور وسط ستمبر ۱۹۶۰ء تا وسط دسمبر ۱۹۶۰ء لاہور میں لگے گی۔ رہائش کا انتظام معمولی خرچ پر خوراک کے انتظام میں ممکن امداد۔ فیس مکمل ٹرم ۱۸۰/- لازمی مضامین کے لئے دو اقساط میں پہلی مری میں کلاس لگنے سے پہلے۔ دوسری لاہور میں کلاس لگنے سے پیشتر۔ سہولت لائبریری مہیا ہوگی۔ خواہشمند امیدواران ہیڈ وار ڈی ایس ایس اکیڈمی ٹیوشن کلاس اورینٹل کالج لاہور کو مخاطب کریں۔ (اپ ٹ ۲۵/۵/۶۰) (ناظر تعلیم ربوہ)

مجلس خدام الاحمدیہ پشاور کی علمی و تربیتی کلاس } مجلس خدام الاحمدیہ پشاور نے مورخہ ۹ مئی سے ۱۵ مئی تک ایک علمی و تربیتی کلاس کا انتظام کیا۔ جس کے تحت ۲۰ سے ۲۵ خدام سات یوم تک اس علمی پروگرام میں شامل ہوتے رہے۔ اس کلاس کا افتتاح مکرم ملک نصیر احمد خانصاحب قائد مجلس نے فرمایا۔ پروگرام حسب ذیل علمی لیکچرز پر مشتمل تھا

(۱) احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ مولانا چراغ الدین صاحب مربی سلسلہ احمدیہ پشاور

(۲) بیرونی مشنز کی مساعی اور احمدیت کی خدمات۔ مولانا حکیم محمد ابراہیم صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ افریقہ (۳) نظام کی اہمیت اور برکات۔ مولانا محمد اجمل صاحب شاہد مربی سلسلہ۔ (۴) تعلیم اور سائنس۔ مکرم مرزا بشیر احمد صاحب (۵) جماعت احمدیہ کا حسن انتظام بشیر الدین احمد صاحب سامی نائب قائد (۶) سول ڈیفنس وطنی امداد کی اہمیت۔ .... لوکل انسپکٹر سول ڈیفنس معاونانہ فلمز بذریعہ امریکن سفارت خانہ (جس میں پانچ معلوماتی فلمز دکھائی گئیں۔ اس کلاس کے آخری پروگرام تربیت پر مشتمل تھے۔ اس پروگرام میں سب سے زیادہ حاضری حلقہ شہر کی تھی اور محمد رشید صاحب زعیم حلقہ شہر حاضری میں اوّل انعام کے حق دار قرار پائے (ناظم نشر و اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پشاور)

امریکن کونسل کو جماعت احمدیہ پشاور کی طرف سے انگریزی قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر کی پیشکش

امریکن کونسل مسٹر کارڈسن ڈی لنگ مقیم پشاور (جو کہ اسلام کے متعلق اچھی واقفیت رکھتے ہیں اور اب یہاں سے تبدیل ہو کر ویسٹ جرمنی جا رہے ہیں) کو مورخہ ۲۲/۵/۶۰ کو جماعت احمدیہ پشاور کی طرف سے خاکسار اور مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل سابق مبلغ یوگنڈا مشرقی افریقہ نے انگریزی قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر کی پیشکش کی۔ جسے آپ نے قبول کر کے انتہائی مسرت اور گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس موقعہ پر آپ کو جو ایڈریس پیش کیا گیا اس میں آپ کو یہاں سے الوداع کہتے ہوئے مختصراً جماعت سے متعارف کرایا گیا اور بیرونی ممالک میں اور خاص طور پر امریکہ افریقہ اور جرمنی میں جماعت کی تبلیغی مساعی کا ذکر کیا گیا۔ نیز بتایا گیا کہ کس طرح ہماری جماعت اس روحانی روشنی کو پھیلانے میں مصروف ہے جو کہ اس زمانہ کی ضرورت کا صحیح تریاق ہے۔ (محمد اجمل شاہد حال مقیم کراچی)

خانہ خدا کی تعمیر کے لئے کم از کم ۱۵۰/- روپے ادا فرمانے والے مخلصین

ذیل میں ان مخلص بھائیوں اور بہنوں کی ساتویں فہرست پیش کی جاتی ہے جنہوں نے تعمیر مسجد احمدیہ فرینکفورٹ (جرمنی) میں کم از کم ڈیڑھ صد روپیہ تحریک جدید کو ادا فرما دیا ہے دیگر مخیّر احباب سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی اس صدقہ جاریہ میں حصہ لے کر دعائیں حاصل کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

نمبر	نام	رقم
۸۲	محترمہ سکینہ بی بی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر اعظم علی خانصاحب گجرات شہر	۱۵۰/-
۸۳	مکرم ضیاء اللہ صاحب پنشنر ڈسپنسر اکرم منزل 〃	۱۵۰/-
۸۴	مکرم شیخ بشارت احمد صاحب ایجنٹ منڈی بہاء الدین ضلع گجرات	۱۵۰/-
۸۵	مکرم ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب کڑیانوالہ 〃	۱۵۰/-
۸۶	مکرم پیر محمد عالم صاحب ولد پیر شیر عالم صاحب گولیکی 〃	۱۵۰/-
۸۷	مکرم چوہدری فتح عالم صاحب ددھاروالہ 〃	۱۵۰/-
۸۸	مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب 〃	۱۵۰/-
۸۹	جماعت احمدیہ سعد اللہ پور ضلع گجرات	۱۵۰/-
۹۰	محترمہ ریشم بی بی صاحبہ والدہ عطاء اللہ صاحب دھیر کے کلاں ضلع گجرات	۱۵۰/-

---

اذکروا موتٰکم بالخیر

میرے اباجان محترم مولوی خیر الدین صاحب آف نارووال حال بدوملہی بروز جمعرات ۱۹ مئی ۱۹۶۰ء تقریباً ساڑھے ۵ بجے عصر کی نماز پڑھتے ہوئے مولائے حقیقی کے پاس پہنچ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون بوقت وفات آپ کی عمر قریباً ۷۱ سال کی تھی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر ۱۹۰۳ء میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔ دین کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھتے تھے۔ اصلاح و ارشاد کے کام کا بہت شوق تھا جو ان کی زندگی کے ہر کام میں نمایاں نظر آتا تھا۔ آپ نہایت متقی۔ منکسار اور خلیق انسان تھے دعاگو اور تہجد گذار تھے۔ خدمت خلق سے خاص قلبی بشاشت محسوس کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ غیر از جماعت دوستوں میں بھی بیحد مقبول تھے۔ دنیاوی لحاظ سے آپ کی تعلیم تیسری جماعت تک تھی مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توجہ روحانی نے آپ کے سینہ کو علم سے معمور کر دیا تھا۔ عموماً پنجابی میں تقریر فرمایا کرتے تھے اور اپنی قوت بیانی سے مجمع کو مسحور کر دیتے تھے۔ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے حد عشق تھا۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی صحت کے لئے کثرت سے دعائیں فرماتے تھے۔

وفات کے وقت ہم تینوں بھائیوں میں سے کوئی بھی پاس نہیں تھا۔ مگر ہماری غیر حاضری میں احباب جماعت نے جس اخلاص اور محبت سے ہماری والدہ اور دو کمسن بچیوں کی دلداری فرمائی ہے اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ہم ان تمام افراد جماعت کے تہ دل سے شکر گذار ہیں جنہوں نے اس غم میں ہماری دلجوئی فرمائی۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ جملہ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت اباجان کی مغفرت فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور وہ خود ہمارا حافظ و ناصر ہو۔ آمین (فضل الدین بٹ لاہور)

اہلِ فکر پر اہلِ فکر کی تنقید

(منقول از سہ روزہ " ترجمان اسلام" لاہور ۲۷ مئی سنہ ۱۹۶۰ء)
نوٹ :- ادارہ کا ہر بات میں متفق ہونا ضروری نہیں (ادارہ الفضل)

" آئینی کمیشن نے دریافت کیا ہے کہ سابقہ پارلیمانی حکومت کیوں ناکامیاب ہو گئی ؟ اس کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ارباب حکومت نالائق اور اقتدار کے بھوکے تھے ۔ اگر کل کوئی مذہبی کمیشن یہ سوال کر بیٹھے کہ اسلامی آئین کا مطالبہ اب تک کیوں منظور نہیں ہو سکا ؟ اس کا بھی یہی جواب ہوگا کہ آئین کے ٹھیکیدار بن جانے والے جب جاہ و اقتدار کے مریض اور نالائق ہیں ۔ پاکستان بننے کے بعد اسلام اور اسلامی آئین کے لئے ایک عملی کوشش تو شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی نے کی ۔ جنہوں نے مرحوم لیاقت علی خاں سے قرارداد مقاصد پاس کرائی ۔ دوسری کوشش جمعیۃ العلماء اسلام کے بزرگوں مولانا احتشام الحق صاحب وغیرہ نے کی کہ تمام فرقوں اور مختلف مکاتب فکر کو دعوت دے کر کراچی میں ۲۲ اصولوں کا ایک متفقہ مسودہ حکومت کے سامنے رکھ دیا ۔ جس پر آج تک اتفاق ہے ۔ اسلامی آئین کے سلسلہ میں یہ دو ٹھوس کام کئے گئے ۔ تیسرا کام اکابر علماء سے وابستگی کی وجہ سے ملک بھر کے خطیبوں اور اہل قلم نے کیا کہ ملک میں فضا بنائی ۔ ٹھوس کام تو یہ تھے مگر پروپیگنڈا میں ماہر مفتی مودودی اور اس کے اتباع تھے ۔ انہوں نے آئین آئین کا اتنا شور مچایا کہ اس میں صحیح کارکن اور ان کی مساعی گم ہو کر رہ گئیں ۔ ان کو دوسروں کے کام کا کریڈٹ حاصل کرنے کا شوق اور مہارت بھی ہے ۔ ۳۱ علماء کے بائیس اصولوں کا انہوں نے اس طرز پر چرچا کیا کہ گویا یہ انہی کا کارنامہ تھا ۔ تبلیغ ختم نبوت کے خلاف یہ لوگ جا بجا یہ کہتے پھرتے تھے کہ ان شاخوں کو چھوڑ کر جڑ کو پکڑو ۔ یعنی پہلے حکومت الٰہیہ قائم کرو (یعنی مودودی کو امیر المؤمنین مان لو) لیکن جب تحریک ختم نبوت نے سارے ملک کو اپنی طرف متوجہ کر دیا ۔ مفتی صاحب نے ایک رسالہ قادیانیت کے خلاف لکھ کر ساری تحریک کا کریڈٹ حاصل کرنا چاہا (جس کا سارا مواد احرار اسلام کا مہیا کردہ تھا) مگر بیچارے کو یہ رسالہ راس نہ آیا ۔ اور چوہدری ظفر اللہ خاں تھا ۔ چنانچہ آپ کو جیل کی ہوا کھانی پڑی ۔ مگر تو آپ نے سلطانی گواہ کی طرح مشرکانہ کاموں کے خلاف بیان دئیے ۔ دینی بے گناہی ثابت کی تحریک کی برائیاں بیان کیں گویا معافی مانگی) مگر تقدیر کا لکھا پورا ہو کر رہا ۔ ایک اور عجیب بات یہ ہوئی کہ چوہدری محمد علی سابق وزیر نے دستور تیار کر دیا ۔ تو انہوں نے مبارکباد کا وہ طوفان کھڑا کیا کہ دنیا کو یہ باور کرا دیا کہ اب خالص اسلام کا راج درج ہو گیا اور اس کا سہرا مفتی صاحب کے سر پر ہے ۔ حالانکہ اس دستور میں کافرانہ اصول بھی درج ہیں ۔ اور اسلام کی کوئی قطعی ضمانت نہیں ہے (اگر اس سلسلہ میں تفصیل دریافت کرنی ہو تو جمعیۃ علماء اسلام کی کتاب توضیحات و تنقیدات پڑھیں) اب جبکہ آئینی کمیشن نے سوال نامہ شائع کیا ۔ مفتی صاحب اور ان کے حلیف کی رگ اقتدار پسندی پھر پھڑکی ۔ جھٹ منگنی پٹ بیاہ ۔ فوراً آپ نے مولانا غزنوی سے مل کر ایک جواب نامہ تیار کر کے شائع کر دیا اور اس میں سابق غلط دستور کی غلط باتوں کی غلط تائید بھی کر دی ۔ ضدی بچہ ہے ۔ پہلے سے غلط ناز برداروں نے اس پر برا اثر ڈالا ہوا ہے ۔ پہلے ہزاروں نوجوانوں کو یہ ذہن نشین کرا دیا کہ آج کل کی مخلوط سوسائٹی میں شرعی سزاؤں کا اجراء ظلم ہے اور بھی بیسیوں گمراہ کن باتیں شائع کر دیں ۔ اب آپ چند نیک علماء کی شہرت کے پروں کو اپنے ساتھ لگا کر اڑنا چاہتے ہیں اور اپنے اتباع کو اس ضمن میں ملک کے اہل فکر مشہور کرانے کی مہم میں مصروف ہیں ۔ انا للہ ۔ ہم نے اس بارہ میں اس لئے سکوت کیا کہ ہمارے دینی اختلاف رائے کو مخالفت کا نام دیا جائیگا لیکن اب تو خود اہل حدیث اور بڑے بڑے صحافی مجبور ہو کر بول اٹھے اور چند ارباب فکر نے جو واقعی ارباب فکر ہیں ۔ ان ارباب فکر بننے والوں پر تنقید شروع کر دی ۔

(۱) چنانچہ نوائے وقت (۱۶ مئی سنہ ۱۹۶۰ء) میں لکھا ہے کہ اس مجلس میں شریک بعض اصحاب کا اپنے منہ سے اپنے کو اہل علم یا اہل فکر قرار دینا ذرا مضحکہ خیز سی بات ہے

(۲) مسودہ تیار کرنے والے کے تحت الشعور میں یہ بات ہے کہ پاکستان کے قیام کا کریڈٹ مسلم لیگ کو نہ مل جائے (یہ فرماتے ہیں کہ مسودہ سب نے نہیں تیار کیا)

(۳) سربرآوردہ علماء اور اہل فکر کے الفاظ اخبارات کے دفاتر میں بھیجے گئے ہیں (اخبارات کی رائے نہیں ہے)

(۴) اخبار تنظیم اہل حدیث ۲۰ مئی سنہ ۱۹۶۰ء میں مولانا داؤد غزنوی کو خطاب کیا ہے کہ یہ کیسا اجتماع کیا گیا اتنے بڑے مقصد کے لئے یوں کرنا چاہیئے (اس اخبار نے ان کی نمائندہ حیثیت پر بحث کی ہے)

(۵) اخبار " المنبر " لائلپور نے سخت افسوس ظاہر کیا ہے کہ ہم نے بہت حوصلہ کیا ۔ مگر اب ہم کو اس اجتماع کی کارروائی کا بھانڈا پھوڑ دینا ہے ۔ اس میں سابق دستور کی سفارش اور بہت غلطیاں ہیں (یہ ان کے طویل اور غضب ناک مضمون کا نرم سا خلاصہ ہے)

ہمیں ان اخبارات کی حق گوئی سے دلی مسرت ہے اور یہ ان کے ایمان کی دلیل ہے مگر ضدی بچہ اب سر چڑھ گیا ہے اس طرح کی مصلحت بینی ہی تو مضر ثابت ہوئی ہے ۔ صفائی سے اقتدار کے اس بت کو توڑ دینا چاہیئے ۔ ورنہ یہ قوم کا بیڑا کہیں نہ کہیں تو جا کر غرق کر دے گا ۔

ہم تنظیم اہل حدیث کے بزرگوں سے عرض کریں گے کہ دین میں مداہنت جرم عظیم ہے خاص کر جب کہ اس کا تعلق تمام اہل اسلام سے ہو ۔ ذرا سابق دستور کے بنیادی حقوق اور ان کا عموم اور دیگر غیر شرعی امور پر نظر ڈالیں ۔

اور یہ بھی عرض ہے کہ آپ مولانا غزنوی صاحب کو ہی خطاب فرما رہے ہیں ۔ حالانکہ مفتی مودودی صاحب خود چل کر مولانا ابو الحسنات صاحب کے پاس آئے اور مولانا مفتی محمد حسن صاحب سے بھی درخواست کی کہ جلدی کریں اسلام کی کشتی خطرے میں ہے (کریڈٹ کسی اور کو نہ مل جائے)

اس سلسلہ میں ہم پر ایک اور ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہ کی شرکت کا راز کھول دیں ۔ حضرت مولانا موصوف کو اکوڑہ خٹک میں کئے گئے سمجھوتہ کے تحت وفاق المدارس کے بزرگوں سے مل کر سوال نامے پر غور کرنے کے لئے بذریعہ تار ہمارے مشورہ سے مولانا عبد الواحد صاحب گوجرانوالہ نے بلایا تھا ۔ مگر گئے مولانا احتشام الحق بھی نہ تھے ۔ اور مولانا خیر محمد صاحب ملتان بیماری کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے تھے اس لئے وہ کام تو ملتوی ہونا تھا ۔ اتفاقاً آ گئے مودودی اور غزنوی کا بنایا ہوا یہ اجتماع تھا جس کی حضرت کو پہلے سے کوئی اطلاع نہ تھی اور وقت بھی آخری تھا ۔ اب دستخط کرانے تھے (جو بعضوں سے گھروں میں لئے گئے) جس سے اصطلاحی صاحب ۔ مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی مدرسہ اشرفیہ لاہور نے انکار کر دیا ۔ اور حضرت مولانا شمس الحق صاحب نے بعض مولویوں کے کہنے سے اس اعتقاد پر کہ اس میں اسلام کی سفارش کے سوا اور کیا ہوگا دستخط کر دیئے اگر ان کو کارروائی سنائی جاتی تو راز بھی کھل جاتا ۔ اونچے اور پاک نفوس والے حضرات اوروں کو بھی نیک اور سچا سمجھا کرتے ہیں ۔ مگر اکثر ایسا نہیں ہوتا ۔ دنیا میں دنیا دار ابن الوقت اور مذہبی عیار ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں "

(از غلام غوث ہزاروی)

درخواستہائے دعا

(۱) میرے والد جناب ڈاکٹر شمس الدین صاحب دہلوی ۲۱/۵/۶۰ بروز ہفتہ سیڑھیوں سے پھسل کر گر گئے ۔ کمر ہاتھ اور پاؤں میں سخت چوٹ آئی ہے ۔ احباب و بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے

(ڈاکٹر بشیر الدین احمد ہیلتھ اسسٹنٹ ۱۰۸ بی جیلیز کالونی لاہور)

(۲) میرے برادر نسبتی حاجی عبد القدوس صاحب شاہجہانپوری سخت بیمار ہیں احباب دعائے صحت فرمائیں ۔

(قریشی محمد یوسف)

قربانیوں کی رقوم کی پہلی فہرست

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی ربوہ)

اس وقت تک میرے دفتر میں عیدالاضحیٰ کی قربانیوں کے لئے مندرجہ ذیل اصحاب کی طرف سے ذیل کی رقوم موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان قربانیوں کو قبول فرمائے اور دین و دنیا میں برکت کا موجب بنائے۔

خاکسار۔ مرزا بشیر احمد ربوہ ۲۸/۵/۶۰

۱۔ ڈاکٹر شیر محمد صاحب عالی۔ ربوہ ۔۔۔ ۳۵
۲۔ شیخ فضل احمد صاحب۔ کلاتھ مرچنٹ کارخانہ بازار لائلپور ۔۔۔ ۳۰
۳۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ۔۔۔ ۴۰
۴۔ حاجی تاج محمود صاحب چنیوٹ بذریعہ شیخ سلطان علی صاحب ۔۔۔ ۳۰
۵۔ وارنٹ آفیسر ناصر احمد صاحب سرگودھا بذریعہ مولوی قمرالدین صاحب ۔۔۔ ۳۰
۶۔ شیخ احسان علی صاحب لاہور ۔۔۔ ۳۵
۷۔ ڈاکٹر سعید احمد صاحب ۱۳ شاد باغ لاہور ۔۔۔ ۳۰
۸۔ میاں محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری مال چوہڑ کانہ منڈی ۔۔۔ ۳۰
۹ چوہدری بشارت علی خاں صاحب نرائن گڑھ چک ۱۰۹ ۔۔۔ ۳۰
۱۰ ملک سردار خاں صاحب و بشیر احمد صاحب گورنمنٹ کنڈیکٹر میونسپل بورڈ جیکب آباد سندھ ۔۔۔ ۳۵
۱۱۔ سید ارتضیٰ علی صاحب الحمرا کراچی ۵ ۔۔۔ ۳۵
۱۲۔ محترمہ بیگم صاحبہ نواب زادہ میاں عبداللہ خانصاحب ۔۔۔ ۳۰
۱۳۔ ماسٹر محمد مولاداد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شاہزادہ ڈاکخانہ خاص براستہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ ۔۔۔ ۳۵
۱۴۔ شیخ مختار نبی صاحب گورو نانک پورہ گوجرانوالہ ۔۔۔ ۳۵
۱۵۔ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ محمد سعید صاحب گڑھی شاہو لاہور ۔۔۔ ۴۰
۱۶۔ عنایت اللہ بھٹی نیشنل بنک آف پاکستان اوکاڑہ ۔۔۔ ۳۰

پاکستان ترکیہ کی نئی حکومت کی کامیابی کا متمنی ہے

صدر ایوب سے ملاقات کے بعد قائمقام وزیر خارجہ بھٹو کا بیان

راولپنڈی ۳۰ مئی۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت پاکستان جنرل گرسل کی زیر قیادت نئی حکومت ترکیہ کی کامیابی کی خواہاں ہے۔ یہ اعلان ایک پریس کانفرنس میں کیا گیا جو قائمقام وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے کل شام طلب کی تھی۔

پریس کانفرنس سے قبل مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں سے ملاقات کی تھی۔ قائمقام وزیر خارجہ مسٹر بھٹو کی طرف سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا ہے "پاکستان کی حکومت اور عوام اس مرحلے پر ترک قوم کی دائمی مسرت عظمت اور فارغ البالی کی دعا کرتے ہیں۔ اور ان کی تمنا ہے کہ ترکیہ کی نئی حکومت نے قومی اتحاد و سالمیت کے فروغ کا جو نیا مشن شروع کیا ہے اس میں اسے کامیابی نصیب ہو"

بیان میں کہا گیا ہے ترکیہ میں جو تبدیلی آئی ہے وہ اس ملک کا خالصتاً داخلی مسئلہ ہے۔ جنرل جمال گرسل کا یہ اعلان انتہائی اطمینان بخش ہے کہ ترکیہ اپنی روایتی خارجہ پالیسی پر بدستور کاربند رہے گا۔ سنٹو کے معاہدہ سے وابستگی اس پالیسی کا حصہ ہے۔ مخالفت کے بحرانوں اور مفادات کی یکسانیت نے ترکیہ اور پاکستان میں ٹوٹے والا رشتہ قائم کر رکھا ہے ہمیں یقین ہے کہ ترکیہ اور پاکستان میں گہرا ربط و ضبط اور رفاقت ہمارے اتحاد و یکجہتی کے امتیازی شان کی حیثیت سے اخلاص و خلوص کے ساتھ برقرار رہے گا۔

درخواست دعا

میرے چھوٹے بھائی عزیز مودود احمد طالبعلم تعلیم الاسلام ہائی سکول کو مؤرخہ ۲۹ مئی ۱۹۶۰ء سانپ نے کاٹ لیا ہے عزیز فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(مسعود احمد۔ رکن ادارہ الفضل۔ ربوہ)

درخواست دعا

(مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ وکیل الزراعت تحریک جدید)

کھر پار کر میں جہاں تحریک جدید کی اراضی واقع ہے گھوڑیوں میں ایک وبا پھیل گئی ہے یکے بعد دیگرے ہماری تین گھوڑیاں مر گئی ہیں۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے سب مویشیان اور فصلوں کو ہر وبا و نقصان سے محفوظ رکھے سلسلہ کے اموال میں غیر معمولی برکت بخشے اور انہیں کامیاب و مؤثر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔